Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

اشتہار "آخری فیصلہ" اور مولوی ثناء اللہ صاحب

احمدیت کی صداقت پر ایک برہانِ قاطع

جناب مولوی اللہ دتا صاحب مبلغ شام نے مندرجہ بالا موضوع پر نہایت جامع اور مدلل مضمون لکھ کر ارسال فرمایا ہے جس کی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے (ایڈیٹر)

اخبار اہلحدیث ۱۱ ستمبر ۱۹۳۱ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایک مضمون بعنوان "مباہلہ مرزا" شائع کیا ہے۔ جو کہ میرے ایک پرانے مضمون کے جواب میں لکھا گیا۔ میں نے چاہا کہ آج اس عنوان پر مفصل گفتگو کروں۔ سو یاد رہے۔ کہ نبیوں کی بعثت کا مقصد خدائے واحد کی طرف انسان کی راہنمائی کرنا ہے۔ نشانات اور معجزات وغیرہ سب اسی نقطۂ مرکزی کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ نبی محبت اور آشتی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ وہ رحمت ہوتا ہے۔ اور سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ مگر افسوس کہ اہل دنیا کا ایک طبقہ اس کی گستاخی تکذیب استہزاء اور توہین کر کے اپنے لئے عذاب کا دروازہ کھول لیتا ہے۔ بالآخر نبی وقت کو بھی معاندین و منکرین پر اتمام حجت کے لئے "آخری فیصلہ" کی طرف بلانا پڑتا ہے۔ تمام نبیوں کے حالات میں یہ ایک عام سنت اللہ نظر آتی ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ ان کی نصرت کے لئے جس طرح صفت احیاء کو کام میں لاتا ہے۔ اسی طرح وہ صفت اماتت کا بھی اظہار فرماتا ہے۔ صفت اماتت کے ظہور کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی ہے۔ جسے مباہلہ سے نامزد کیا جاتا ہے۔ نبی اور اس کے مکذبین میں جب مباہلہ واقع ہو جاتا ہے۔ تو قانونِ خداوندی یہی ہے۔ کہ کاذب کو صادق کے سامنے ذلت و عذاب کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تا یہ اس کی صداقت پر ایک دلیل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا "آخری فیصلہ"

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دلائل و براہین کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تلقین فرمائی تھی۔ کہ وہ اپنے معاندین کو آخری فیصلہ کی طرف بلائیں۔ وہ آخری فیصلہ کیا تھا۔ وہ دعوت مباہلہ تھی۔ آیت فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم الخ کے ترجمہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"ایسے لوگوں کو جو کسی دلیل کو نہ جانیں کسی علمی بات کو نہ سمجھیں بطرز بدرا بدر باید رسانید کہہ دے۔ کہ آؤ ایک "آخری فیصلہ" بھی سنو۔ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے۔ اپنی بیٹیاں اور تمہاری بیٹیاں اپنے بھائی بند نزدیکی اور تمہارے بھائی بند نزدیکی بلائیں۔ پھر عاجزی سے جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں خدا خود فیصلہ دنیا ہی میں کر دیگا۔ جو فریق اس کے نزدیک جھوٹا ہوگا۔ وہ دنیا میں برباد اور موردِ غضب ہوگا"......

گویا دعوتِ مباہلہ کا نام "آخری فیصلہ" ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے معاندین کو بعد اتمام حجت اس آخری ذریعہ سے فیصلہ کرنے کے لئے بلایا۔ اور وہ یہی تھا۔ کہ ہم دونوں فریق دعا کریں۔ تا کاذب صادق کے سامنے ہلاک و برباد ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور "آخری فیصلہ"

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک صادق نبی تھے اس لئے آپ کی زندگی منہاج نبوت کے عین مطابق ہے۔ آپ نے بھی دلائل ساطعہ اور براہین نیرہ کے بعد آخری فیصلہ یعنے مباہلہ کے لئے اپنے مخالفین کو دعوت دی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب نے ۱۸۹۷ء میں (یعنی کتاب انجام آتھم میں) علمائے اسلام کے ساتھ جن میں یہ خادم العلماء بھی تھا۔ مباہلہ کی تحریک کی تھی۔" (اہلحدیث ۱۱ ستمبر ۱۹۳۱ء)

یہ تحریک تمام علماء کے لئے آخری فیصلہ کا حکم رکھتی ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اسی قسم کی دعوت قسم کو مولوی نذیر حسین دہلوی کے حق میں "آخری فیصلہ" کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوت مباہلہ دینا اپنی صداقت پر کامل یقین اور وثوق تام کی زبردست دلیل ہے۔ خود حضرت نے ایک مقام پر تحریر فرمایا ہے:۔

"یہ ان لوگوں کی غلطی ہے۔ اور سراسر بدقسمتی ہے۔ کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں۔ جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے۔ اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پر آب ہوں۔ کہ کوئی میدان میں نکلے۔ اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے۔ کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں۔" (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۲)

آخری فیصلہ کے مقابل مخالفین کا رویہ

آخری فیصلہ (دعوت مباہلہ) جو حق و باطل میں فرق کرنے کے علاوہ فریق کاذب کی تباہی و بربادی پر منتج ہوتا ہے۔ مکذبین کے لئے موت کا حکم رکھتا ہے۔ اس لئے ابتداء سے ہی منکرین نے نبیوں کی دعوت مباہلہ پر گریز سے کام لیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب وہ اپنے اہل حق ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ تو موت کو کس طرح قبول کر سکتے ہیں قرآن مجید بھی یہی شہادت دیتا ہے۔ چنانچہ آیت ولن یتمنوہ ابداً (بقرہ) کی تفسیر میں مولوی صاحب نے لکھا ہے:۔

"اگر آرزو موت کی نہ کریں۔ تو ثابت ہو جائیگا۔ کہ ان کو مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں۔ صرف خواہش نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں۔ اور ہم ابھی کہے دیتے ہیں۔ کہ اپنے کئے ہوئے بداعمال کی وجہ سے جس کی سزا کا بھگتنا ان کو بھی یقینی ہے۔ ہرگز کبھی موت کی خواہش نہ کریں گے۔" (تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۹۰)

اس موقعہ پر عبدالمسیح نصرانی کا قول جس نے نجران کے عیسائیوں کو آنحضرت کی دعوت مباہلہ رد کر دینے کا مشورہ دیا تھا منکرین کی قلبی حالت کا مظہر ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

واللہ ما باھل قوم نبیاً قط فعاش کبیرھم ولا نبت صغیرھم۔ یاد رکھو۔ جو قوم کسی نبی سے مباہلہ کرتی ہے۔ اس کے چھوٹے و بڑے تباہ ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۲)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مخالفین گالیاں دے سکتے ہیں۔ نبیوں پر بہتان باندھ سکتے ہیں۔ ان کے صبر کی وجہ سے ان کو ایذا پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن اپنی طبعی بزدلی کے باعث مباہلہ کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

دعوتِ مباہلہ کے بعد نبیوں کا یقین

کفار اور منکرین تو مباہلہ کے نام سے ہی ڈر جاتے ہیں۔ لیکن خدا کے مقبولین کی شان یہ ہوتی ہے ؎

"صادق بزدے نہ بود وگر ہست قیامت را"

وہ اس وقت یقین و بصیرت میں اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ لکھا ہے روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لو ان الیھود تمنوا الموت لماتوا و راوا مقاعدھم من النار ولو خرج الذین یباھلون لرجعوا لا یجدون اھلا ولا مالاً (تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۴۱۲) کہ اگر یہود موت کی خواہش کرتے اور مباہلہ کے لئے نکلتے۔ تو مر جاتے۔ اور جہنم میں داخل ہو جاتے۔ پھر نصاریٰ نجران کے متعلق فرمایا۔ ولما حال الحول علی النصاریٰ کلھم حتی یھلکوا کہ ان تمام عیسائیوں پر سال نہ گذرتا۔ کہ وہ ہلاک کر دیئے جاتے (کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۵) گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو در صورت مباہلہ ان یہود اور نصاریٰ کی ہلاکت اور اپنا محفوظ رہنا ایک قطعی امر نظر آتا تھا۔ اس کے بالمقابل یہود کا حال یہ تھا۔ کہ "انہوں نے موت کی خواہش نہیں کی۔" (تفسیر ثنائی جلد ۱ صفحہ ۹۰) اور نصاریٰ نے بھی اس دعوت کے عدم قبول میں ہی سلامتی دیکھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مولوی ثناء اللہ صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کے لئے بلاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں یہ بھی شرط کرتا ہوں۔ کہ میری دعا کا اثر صرف اس صورت میں سمجھا جائے۔ کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اگر ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی باقی رہا۔ تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں۔ یا دو ہزار" (انجام آتھم ص ۶۷)

خصوصیت سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق تحریر فرمایا:۔
"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے۔ تو ضرور وہ پہلے مرینگے۔" (اعجاز احمدی ص ۳۷)

اس یقین کا منبع خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ جس کے متعلق آپ نے فرمایا۔ اور کیا ہی خوب فرمایا:۔
"میں کیونکر کہوں۔ اور کیونکر میرا دل قبول کرے۔ کہ تو صادق کو ذلت کے ساتھ قبر میں اتارے گا۔ اوباشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔ تیری ذات کی مجھے قسم ہے۔ کہ تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا" (اعجاز احمدی ص ۱۲)

اب اس کے بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب کے الفاظ بھی پڑھ لیجئے۔ اعجاز احمدی ص ۳۷ کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا:۔
"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا۔ چونکہ آپ کی غرض یہ ہے۔ کہ اگر مخاطب پہلے مر گیا۔ تو چاندی کھری ہے۔ اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے۔ تو بعد مرنے کے کس نے قبر پر آنا ہے؟ اسی لئے آپ ایسی ویسی بے ہودہ شرطیں باندھتے ہیں۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ان باتوں پر جرأت نہیں۔ اور یہ عدم جرأت میرے لئے موجب ذلت نہیں" (رسالہ الہامات مرزا ص ۱۱۶ طبع پنجم)

ناظرین کرام! مولوی صاحب کے لہجہ کو چھوڑ کر کیا یہ کھلی کھلی بزدلی نہیں؟ اور پھر شریعت کی ہتک بھی کہ مباہلہ کے متعلق "بے ہودہ شرطیں باندھنا" لکھا ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔ بل الانسان علیٰ نفسہ بصیرۃ۔ اس لئے اس عدم جرأت کی ذلت کا خود ہی فکر پڑ گیا۔ اور اس کی تردید شروع کر دی۔ صاف بات ہے۔ کہ ایک شخص مدعی نبوت ہے۔ وہ اپنے مکذب کو نہایت تحدی، زور اور بلند آواز سے للکارتا ہے۔ مگر اس کا مخالف نہایت بری طرح بزدلی کے ساتھ پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتا ہے۔ کیا یہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر کا نظارہ ہی دوبارہ نظر نہیں آ رہا؟ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار

اشتہار آخری فیصلہ کے متعلق اختلاف کیا ہے؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کا مندرجہ بالا انکار ان کے خیال میں ان کی ذلت نہ تھی۔ مگر ان کے تمام رفقاء نے اس کو ان کی ذلت سمجھا۔ اور فی الواقع بات بھی معقول ہے۔ کیونکہ اگر یہود و نصاریٰ کا مباہلہ سے فرار ان کی ذلت تھی۔ تو آج مولوی ثناء اللہ صاحب کا انکار ذلت کیوں نہیں؟ ان کے اصرار پر مولوی صاحب نے ایک تحریر لکھی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کا متنازعہ فیہ اشتہار شائع فرمایا جو دعوت مباہلہ تھا۔ میں نے اس کے متعلق ۱۹۲۷ء میں ایک مضمون لکھا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اب چار سال کے بعد اس کا جواب سوجھا ہے۔ مگر نہ سوجھنے سے بدتر۔ جیسا کہ ناظرین ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ بہرحال اہلحدیث لکھتا ہے:۔

"ان لوگوں نے ثبوت میں اخبار اہلحدیث ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء پر مدار کار رکھا ہے۔ جس کو مولوی اللہ دتا نے اپنی خاص ادا سے یوں لکھا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی تحدی اور اہلحدیثوں کی گھبراہٹ دیکھتے ہوئے مولوی ثناء اللہ نے جب کچھ بن نہ پڑا۔ تو مباہلہ کے لئے تیار ہونے کا اعلان کر دیا۔ بلکہ ترنگ میں آ کر یہاں تک لکھ دیا۔ مرزائیو! اسے ہمارے سامنے لاؤ جس نے رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں (اہلحدیث ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء) اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۵ر اپریل کو دعاء مباہلہ بنام "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ" شائع فرما دی۔ الفضل ۳ر مئی ۱۹۲۷ء" (اہلحدیث ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۱ء)

مولوی ثناء اللہ صاحب اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔
"مولوی اللہ دتا نے میری تحریر مندرجہ ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء سے استدلال کیا ہے۔ کہ میں نے مرزا صاحب کو جس مباہلہ کے لئے بلایا تھا مرزا صاحب کا اشتہار "آخری فیصلہ" اس کے جواب میں دعاء مباہلہ ہے چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اس دعا کو قبول نہ کیا۔ اس لئے مباہلہ منعقد نہ ہو سکا . . . . مولوی اللہ دتا قادیانی نے اس دعا کو دعا مباہلہ قرار دیکر لکھا ہے۔ کہ چونکہ مولوی ثناء اللہ نے اس دعا کو منظور نہ کیا۔ لہٰذا مباہلہ منعقد نہ ہو سکا۔ پس یہ اشتہار منسوخ رہا" (اہلحدیث ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۱ء)

گویا مابہ النزاع یہ ہوا۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل موسومہ "آخری فیصلہ" دعاء مباہلہ ہے۔ یا یکطرفہ دعاء۔ مولوی صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ "دعاء آخری فیصلہ کو سلسلہ مباہلہ سے کوئی تعلق نہیں"۔ "دعاء فیصلہ کو دعاء مباہلہ کہنے سے شرماؤ" اور ہمارا دعویٰ اوپر مذکور ہے۔ اور یہ ظاہر امر ہے۔ کہ اس اشتہار کے دعائے مباہلہ ہونے کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو منظور نہ کیا تھا۔ اسی لئے وہ اس کے دعاء مباہلہ ہونے کا انکار کر رہے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے تین اعتراضات

ہمارے محولہ فوق دعویٰ پر مولوی صاحب نے اہلحدیث ۱۱ر ستمبر میں مندرجہ ذیل تین اعتراض درج کئے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر ہمارے استدلال کا جواب دیا ہے۔ جو ان ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔ اوّل۔ "اس (اشتہار) میں کسی سطر یا کسی فقرہ میں مباہلہ کا لفظ بھی ہے؟ ہرگز نہیں" دوم۔ "میاں محمود خلیفہ قادیانی اس دعاء کو مباہلہ نہیں مانتے۔ بلکہ مباہلہ کہنے کو مکر اور فریب نام رکھتے ہیں (تشحیذ الاذہان جلد ۳ ص ۰۰)" سوم۔ تیسرا اعتراض جسے مولوی صاحب نے بزعم خود "مرزائی چالوں کے توڑنے کے لئے خدا کا فضل" قرار دیا ہے۔ یوں تحریر کیا ہے:۔
"میری تحریر ۲۹ر مارچ ۱۹۰۷ء کے اخبار اہلحدیث نکلنے کے بعد مرزا صاحب کا کلام ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر میں ایڈیٹر بدر کے الفاظ سے نکلا جس کے خاص فقرات متعلقہ مباہلہ یوں ہیں۔ حضرت اقدس نے از راہ ترحم فرمایا ہے۔ کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو جبکہ حقیقۃ الوحی چھپ کر شائع ہو جائے گی۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیجدی جائیگی۔ اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔" بدر ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء اہل انصاف بتائیں۔ کہ مرزا صاحب تو سلسلہ مباہلہ کی تکمیل کتاب حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر موقوف رکھتے ہیں۔ حقیقۃ الوحی کی تاریخ اشاعت ۱۵ر مئی ۱۹۰۷ء اس کے سرورق پر مرقوم ہے۔ پھر یہ کیا راستگوئی اور راست پسندی ہے۔ کہ مرزا صاحب نے جس کام کو اخیر ماہ مئی پر رکھا ہو۔ اس کام کو ان کے مرید ۱۵ر اپریل کو کر دینے کا الزام مرزا صاحب پر لگائیں" (اہلحدیث ۱۱ر ستمبر ۱۹۳۱ء)

مولوی صاحب کے ہر سہ اعتراضات کو میں نے بعینہٖ درج کر دیا ہے۔ ان کے جواب سے پیشتر ضروری ہے۔ کہ ہم ان دلائل کا بھی ذکر کریں جن سے ثابت ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ر اپریل دعائے مباہلہ تھا۔ یکطرفہ دعا نہ تھی (باقی آئندہ)

ایک دیوبندی مولوی صاحب کی خیانت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے والے مولوی صاحبان جب اس صداقت کو پھیلنے سے بند نہ کر سکے۔ تو گو زبانوں سے صداقت کا اقرار کرنا ان کے لئے موت تھا مگر دلوں میں اس صداقت کو وہ ماننے لگ گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے خفیہ خفیہ فائدہ اٹھانے لگ گئے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ مگر قابل مذمت یہ بات ہے کہ اس بارے میں پبلک کو دھوکہ دینے اور مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں مجھے ضلع لائلپور میں تبلیغی دورہ کرتے ہوئے مولوی محمد مسلم صاحب دیوبندی امام جامع مسجد لائلپور کی اس قسم کی دھوکہ دہی کا علم ہوا۔ انہوں نے ایک کتاب "پیر کامل" شائع کر کے لوگوں کو تحریک کی ہے۔ کہ پیر کامل کی تلاش کر کے بیعت کرنی چاہیئے۔ ورنہ خدا کی شناخت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور انسان کامل کی شناخت کے معیار جو بیان کئے ہیں۔ ان میں بیشتر اور نمایاں حصہ حضرت مسیح موعود کی اس فارسی نظم کا ہے۔ جو کہ حضور نے اپنی کتاب "تریاق القلوب" میں تحریر فرمائی ہے اور درثمین فارسی میں بھی موجود ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

ہماں نوع بشر کامل از خدا باشد ۔ کہ با نشان نمایاں خدا نما باشد

اس نظم سے تیرہ اشعار لکھ کر مولوی صاحب نے استدلال کیا ہے۔ کہ پیر کامل میں یہ یہ صفات ہونی ضروری ہیں۔ مگر اس نظم کے متعلق مولوی صاحب نے اسی کتاب کے صفحہ گیارہ پر یہ لکھ کر کہ یہ نظم غوث محمد گوالیاری نے جواہر خمسہ میں تحریر فرمائی ہے۔ کذب بیانی کے ذریعہ حق کو چھپا کر پبلک کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔ زبانی گفتگو کرنے پر مولوی صاحب نے کہا۔ یہ نظم مرزا صاحب کی نہیں بلکہ جواہر خمسہ کی ہے۔ گو ہم نے تھوڑے کو اس کے گھر تک پہنچانے کیلئے جواہر خمسہ بھی مہیا کر کے مولوی صاحب کے ہاتھ میں دی۔ کہ اس سے حوالہ مذکور نکال کر دکھائیں مگر مولوی صاحب وہ نظم نہ نکال سکے۔ لیکن باوجود اس کے انہوں نے اپنی خیانت کا اعتراف نہ کیا۔ اب میں بذریعہ اخبار ان سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ یا تو جواہر خمسہ سے یہ نظم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

اشتہار "آخری فیصلہ" اور مولوی ثناء اللہ صاحب

احمدیت کی صداقت پر ایک برہان قاطع

(۲)

"آخری فیصلہ" والا اشتہار دعائے مباہلہ ہے!

ہمارے دعویٰ کے دلائل دو اقسام کے ہیں۔ اشتہار کی اندرونی شہادت اور بیرونی شہادت اور وہ یہ ہیں:

دلیل اول

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار یا دعا کا نام "آخری فیصلہ" رکھا ہے۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا ہے "یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں" اب ظاہر ہے۔ کہ آخری فیصلہ دعوت مباہلہ کا ہی نام ہوتا ہے۔ جیسا کہ تفسیر ثنائی جلد ۲ ص۲۳ کے حوالے سے بھی اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ پیشگوئی یا الہام نہ ہونے کی صورت میں قطعی طور پر ماننا پڑیگا کہ اسے آخری فیصلہ اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب کہ اس دعا کو دعاء مباہلہ تسلیم کر لیا جائے۔

دلیل دوم

عنوان میں "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ" کے الفاظ درج ہیں۔ یہ نہیں لکھا۔ کہ "مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق آخری فیصلہ" معلوم ہوا۔ کہ یہ وہ فیصلہ ہے۔ جو مولوی صاحب کے ساتھ ہونے کی صورت میں نافذ العمل ہو گا۔ ان کے انکار کی صورت میں نہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس دعاء کو دعائے مباہلہ مان لیا جائے اور یکطرفہ دعا نہ قرار دیا جائے۔

دلیل سوم

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اشتہار کو اہل دنیا کے لئے محض خبر کے طور پر شائع نہیں فرمایا۔ تا کہا جائے۔ کہ یکطرفہ دعا تھی۔ بلکہ حضور نے اس کو یوں شروع فرمایا ہے۔

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ"

ظاہر ہے۔ کہ اگر یہ یکطرفہ دعا ہوتی۔ تو خصوصیت سے مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھیجنے۔ اور انہیں مخاطب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

دلیل چہارم

اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طریق فیصلہ بیان فرما کر لکھا ہے۔ کہ "میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔" اب قابل غور امر یہ ہے۔ کہ کیا یہ قاعدہ مطلق ہے۔ یا مقید۔ اگر مطلق ہے۔ تو کہو۔ کہ یہ اشتہار یکطرفہ دعا ہے لیکن اگر مقید ہے۔ تو لازماً ماننا پڑیگا۔ کہ یہ اشتہار بھی اسی قید کی مقید ہے ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ یہ قاعدہ ہر رنگ میں صورت مباہلہ کی قید سے مقید ہے، کیونکہ (الف) مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا ہے "آنحضرت علیہ السلام باوجود سچا نبی ہونے کے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ مسیلمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق کے پیچھے مرا۔" (مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۷ء ص۹)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ پیش کرو۔ وہ کونسی کتاب ہے۔ جس میں ہم نے ایسا لکھا ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہے۔ کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب اعداء ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ بلکہ ہزاروں اعداء آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔ ۔۔۔۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے۔ کہ سچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں۔ تو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوتے ہیں۔ ایسے اعتراض کرنے والے سے پوچھیں۔ کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے۔ کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔"

(اخبار الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء ص۹)

الغرض دونوں فریق کے اعتقاد کے مطابق اور از روئے واقعات بھی اشتہار ۱۵ اپریل کے مندرجہ بالا فقرات مباہلہ کی صورت میں ہی بطور قاعدہ استعمال ہو سکتے ہیں۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکطرفہ دعا نہیں۔ بلکہ دعائے مباہلہ ہے۔

دلیل پنجم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر ایک طرف مندرجہ بالا قاعدہ بتا کر اس دعاء کے دعائے مباہلہ ہونے کا اعلان فرمایا۔ تو دوسری طرف یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔" اب سنت اللہ کیا ہے؟ واضح ہے۔ کہ سنت اللہ یہی ہے۔ کہ مباہلہ کرنے والا مکذب اسی دنیا میں برباد ہو جاتا ہے۔ دوسروں کے لئے آخرت کی سزا ہے جیسا کہ مسیلمہ کے واقعہ سے نیز نصاریٰ نجران کے واقعہ سے ظاہر ہے۔ جبکہ سنت اللہ یہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی طرح مانتے تھے۔ جیسا کہ اوپر نقل ہو چکا ہے۔ تو پھر حضور کا مولوی ثناء اللہ کی موت کو اپنی زندگی میں سنت اللہ کے موافق بتانا صاف دلالت کر رہا ہے۔ کہ حضور کا یہ اشتہار دعوت مباہلہ ہی تھی۔ جس کے قبول کرنے پر حسب سنت الٰہی مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے مریں گے اور بصورت دیگر ان کا مرنا ضروری نہیں۔

دلیل ششم

حضرت اقدس نے اس اشتہار میں تحریر فرمایا ہے۔

"اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں۔ آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔"

یہ الفاظ بھی صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ یہ دعائے مباہلہ ہے۔ اور مباہلہ کے متعلق ۱۸۹۶ء سے جو سلسلہ جاری تھا۔ اسی کی تکمیل کے لئے یہ اشتہار جاری ہوا ہے۔ کیونکہ اس سلسلہ میں ابتداء سے عذاب کی نوعیت ایک ہی رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

(الف) انجام آتھم میں تجویز کردہ بددعا کے الفاظ یہ تھے:۔ "تو ان مخالفوں کو جو اس وقت حاضر ہیں۔ ایک سال کے عرصہ تک نہایت سخت دکھ کی مار میں مبتلا کر۔ کسی کو اندھا کر دے۔ اور کسی کو مجذوم اور کسی کو مفلوج اور کسی کو مجنون اور کسی کو مصروع اور کسی کو سانپ یا سگ دیوانہ کا شکار بنا اور کسی کے مال پر آفت نازل کر۔ اور کسی کی جان پر اور کسی کی عزت پر" (انجام آتھم ص۶۶)

(ب) اعجاز احمدی میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا:

"ان کا مباہلہ ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے۔ مگر شرط یہ ہوگی۔ کہ کوئی موت قتل کے رو سے واقع نہ ہو۔ بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے" ص۱۴

(ج) ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر کے اسی مضمون مباہلہ میں جس کا ایک حصہ مولوی صاحب نے اپنے مضمون میں درج کیا ہے۔ لکھا ہے۔ "اتنی بات ہم اس پر اور بڑھا دیتے ہیں۔ کہ ہم خدا سے دعا کریں گے۔ کہ یہ عذاب جو جھوٹے پر پڑے۔ وہ اس طرز کا ہو۔ کہ اس میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔" (بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء)

ناظرین کرام! ان ہر چہار عبارتوں کو پڑھ کر بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ میں متعدد عبارتیں ہیں۔ تین عبارتوں کو مباہلہ سے متعلق قرار دینا اور ۱۵ اپریل کی عبارت کو مباہلہ کے سلسلہ میں نہ رکھنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل دعائے مباہلہ ہی ہے۔

دلیل ہفتم

اس اشتہار کا لفظ لفظ پکار رہا ہے۔ کہ یہ دعائے مباہلہ ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت اقدس نے صرف مولوی ثناء اللہ صاحب پر ہی بددعا نہیں کی۔ بلکہ کاذب کی موت چاہی ہے جس لئے دونوں طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے بددعا ہے۔ جو حسب آیت لعنۃ اللہ علی الکاذبین خدائی گرفت کی ایک صورت ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ صورت دعائے مباہلہ میں ہی ہوا کرتی ہے۔ یکطرفہ بددعا میں اپنے نفس اور مخالف دونوں کے لئے بددعا کی کیا ضرورت ہے۔ بالخصوص حضرت اقدس کے یہ الفاظ کہ "مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما" اس دعا کے دعائے مباہلہ ہونے پر قوی دلیل ہیں۔

دلیل ہشتم

اس اشتہار کے آخر میں حضور نے تحریر فرمایا ہے:۔

"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔ اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

ظاہر ہے۔ کہ اگر یہ یکطرفہ بددعا تھی۔ تو مولوی صاحب کے پرچہ میں اشاعت کی کیا ضرورت تھی۔ اور پھر حضور کا مولوی صاحب کو لکھنے کے لئے کہنا صاف بتلا رہا ہے۔ کہ یہ وہ دعا ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے ان کی تحریر ضروری ہے۔ تاکہ خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے فیصلہ کرے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ یہ اشتہار ۱۵ اپریل دعائے مباہلہ تھی۔ جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نے منظور نہ کیا۔ اور مباہلہ نہ ہوا۔

دلیل نہم

اشتہار مذکور کی اندرونی شہادتوں کے علاوہ بیرونی شہادتیں بھی اس امر پر دلیل ہیں۔ کہ یہ اشتہار دعائے مباہلہ ہی تھا۔ چنانچہ اس اشتہار کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار میں درج کرتے ہوئے پہلا اعتراض بایں الفاظ اٹھایا ہے۔

"اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

اہل انصاف غور فرمائیں۔ اگر اشتہار ۱۵ اپریل یکطرفہ دعا تھی۔ تو آپ سے منظوری لینے کی کیا ضرورت تھی۔ اور بغیر منظوری کے اسے شائع کرنے پر آپ کو اعتراض کیوں؟ صاف بات ہے۔ کہ یہ دعا دعائے مباہلہ تھی۔ اور مولوی صاحب نے بھی اسے دعائے مباہلہ ہی سمجھا تھا۔

دلیل دہم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنی طرف سے (منظوری یا عدم منظوری) کے لکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ مولوی صاحب جواباً تحریر کرتے ہیں:۔

"یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" (۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء)

غور فرمائیں۔ کہ اگر یہ تحریر (اشتہار ۱۵ اپریل) دعائے مباہلہ نہ تھی۔ بلکہ یکطرفہ دعا تھی۔ تو مولوی صاحب کا نامنظور کرنے کا کیا حق تھا۔ اور طرفہ یہ کہ لکھتے ہیں۔ نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ یہ الفاظ بھی بین دلیل ہیں۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل یقیناً یقیناً دعائے مباہلہ تھا جسے مولوی صاحب نے منظور نہ کیا۔ اور ان جیسے باطل پرست اتنا بھی منظور نہیں کر سکتے۔ ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم

دلیل یازدہم

مولوی ثناء اللہ صاحب تصریح کرتے ہیں (الف) "کرشن قادیانی نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ مباہلہ کا اشتہار شائع کیا تھا" (مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۷ء ص۶)

(ب) "مرزا جی نے میرے ساتھ مباہلہ کا ایک طولانی اشتہار دیا تھا" (مرقع قادیانی بابت دسمبر ۱۹۰۷ء ص۳۵)

(ج) "وہ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنے اشتہار مباہلہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء میں چیخ اٹھا تھا۔ کہ اہلحدیث نے میری عبارت کو ہلا دیا ہے۔" (اہلحدیث ۱۹ جون ۱۹۰۸ء)

(د) "آج تک مرزا صاحب نے کسی مخالف سے ایسا کھلا مباہلہ نہ کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ گول گول رکھا کرتے تھے۔" (اشتہار مولوی ثناء اللہ صاحب بعنوان مرزا صاحب قادیانی کا انتقال اور [illegible])

یہ چار گواہ ہیں۔ جو خود مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیدا کردہ ہیں۔ اور صاف صاف پکار رہے ہیں۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل مباہلہ کا اشتہار تھا اور وہ مباہلہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ ہونا تھا۔ اب ہم مولوی صاحب سے صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا دعویٰ تو آپ کی شہادت سے ہی ثابت ہے۔ ایسے ہی موقعہ پر قاضی شریح کے الفاظ "بشہادۃ ابن اخت خالتک صادق" آتے ہیں۔

پس معلوم ہوا۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل یکطرفہ دعا نہ تھی۔ بلکہ یک "طریق فیصلہ" تھا۔ (مباحثہ لدھیانہ ص۳) اور وہ "طریق فیصلہ متمردانہ" تھا۔ (مباحثہ لدھیانہ ص۳۱) اور وہ طریق دعوت مباہلہ تھا۔ جو آخری فیصلہ ہوا کرتا ہے۔

دلیل دوازدہم

اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے جواب میں مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا تھا:۔

"مرزائیو! کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کی طرف بلایا ہے۔ بتلاؤ۔ تو انعام لو۔ ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو" (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء ص۲)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہیں۔ (۱) اس اشتہار میں طریق فیصلہ مذکور ہے۔ (۲) اس طریق کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخالفوں کو بلایا ہے۔ یعنی محض یکطرفہ اعلان نہیں (۳) مولوی صاحب کے نزدیک کسی نبی نے اس طرح اس طریق فیصلہ کی طرف نہیں بلایا۔

یہ ہر سہ امور اس بات پر دلالت کر رہے ہیں۔ کہ یہ یکطرفہ بددعا نہیں ہے۔ بلکہ طریق فیصلہ ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مخالفوں بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس کی رو سے فیصلہ کرنے کے لئے بلایا ہے۔ نیز اگر یہ یکطرفہ بددعا تھی۔ تو کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک کسی نبی نے اپنے مخالفوں پر یکطرفہ بددعا نہیں کی؟

مولوی صاحب لکھ چکے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کفار مکہ نے کعبہ شریف میں سخت تکلیف دی۔ تو آپ نے نہایت اشد کفار پر بددعا کی تھی۔ خداوندا ابوجہل کو پکڑ۔ خداوندا فلاں کو پکڑ وغیرہ" الخ (ملاحظہ ہو ضمیمہ مباحثہ لدھیانہ ص۴)

پس مولوی صاحب کا اشتہار ۱۵ اپریل کی دعا کو نبیوں کے طریق کے خلاف بتلانا ظاہر کر رہا ہے۔ کہ وہ اسے دعائے مباہلہ ہی سمجھتے تھے۔ ہاں اس کی اشاعت قبل منظوری فریق مخالف کو خلاف منہاج نبوت قرار دیتے تھے۔ جو ان کی فہم کا قصور تھا۔ کیونکہ یہ تو دعوت مباہلہ تھی۔ اور فریق مخالف کو اسے قبول کرنے اور رد کرنے کا اختیار تھا۔ بہرحال مولوی صاحب کے اپنے بیان سے بھی ثابت ہے۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل صرف یکطرفہ دعا نہ تھا۔ بلکہ دعائے مباہلہ تھا۔ اور "مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء) لیکن چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل قسم نہ کھائی۔ نہ دعا کی۔ بلکہ اس تحریر کو ہی نامنظور کر دیا۔ (اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) اس لئے مباہلہ نہ ہوا اور جس طرح نجران کے عیسائی بچ گئے۔ اسی طرح مولوی صاحب بھی بچ گئے۔ (خاکسار اللہ دتا جالندھری از حیفا فلسطین)

مولوی ثناء اللہ صاحب کی اخلاقی موت

مولوی صاحب اخبار اہلحدیث میں لکھتے ہیں:۔ "اخبار نور افشاں کے جواب میں پیغام صلح نے لکھا تھا۔ کہ "احمدی لڑکیوں نے بڑے بڑے مولویوں اور شیر پنجاب کہلانے والوں کے ناطقے بند کر دیئے۔" اس پیچ کو نور افشاں امرتسر کی طرف سمجھ کر پوچھتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ان احمدی لڑکیوں کے نام بتائیں جنہوں نے مولوی صاحب کے ناطقے بند کر دیئے۔ جواباً عرض ہے۔ کہ مجھے ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں۔ ہاں ایڈیٹر اخبار مباہلہ کی دیانت ہو جو پیچے کی سطح میں جا کر ایسی باریک باتیں لایا کرتے ہیں جنکی وجہ سے ان پر مقدمہ بھی قائم ہے۔" (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء) میں نے یہ الفاظ باوجود کراہت نقل اصلی درج کر دیئے ہیں۔ تا شرفا پوری طور پر اندازہ لگا سکیں کہ ان دعویداران مذہب کے اخلاق کا کیا حال ہے۔ میں نے پیغام صلح کا محولہ بالا مضمون نہیں دیکھا۔ مگر یہ ایک واقعہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے رسالہ چیستان کا جواب ایک احمدی خاتون نے لکھا تھا۔ اور مولوی صاحب اس کا رد نہیں لکھ سکے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ مگر مولوی صاحب کا ان الفاظ کو گندے معنوں میں لیجانا ان کے خبث باطن کی دلیل ہے۔ نور افشاں کے سامنے تو انجیل کا نمونہ ہے۔ اسے ہم کیا کہیں۔ لیکن یہ مولوی جو قرآن کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کیرکٹر ایسا [illegible] داغدار ہے۔ کہ انکی اس قسم کی تحریریں ہی اس امر کا موجب ہیں۔ کہ نامہ نگاران اہلحدیث لکھتے ہیں:۔

"اہلحدیث بھائیو! آج ہم ہدایت ربانی اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے۔ احکام الہٰی اور اسلامی تعلیم کو خیرباد نہ کہتے۔ اخلاق حسنہ کی پرواہ رکھتے تو نصرت الہٰی۔ کامیابی اور علم اسلامی آج ہمارے ہاتھ میں ہوتا۔" (۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء ص۱۱)

ممکن ہے عیسائی ایسی غیر شریفانہ لسان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان ناشائستہ الفاظ سے خوش ہوں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ مولوی صاحب کے اخلاق کا یہ پہلا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ تفسیر ثنائی میں لکھ چکے ہیں۔ "جٹلمین عیسائیوں کی عورتیں بھی مردوں کی نسبت سب کسر اور دیگر لوازمات عفت سے مزین رہتی ہیں" (جلد ۲ ص۱) پس درحقیقت متذکرہ بالا تحریر مولوی صاحب کی اخلاقی موت ہے۔ (ابو العطاء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

اشتہار "آخری فیصلہ" اور مولوی ثناء اللہ صاحب

احمدیت کی صداقت پر ایک برہانِ قاطع

(۳)

اعتراضات کے جواب

اب ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کے تازہ اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔ اعتراض اوّل کا جواب تو دلیل یازدہم کی چار عبارتوں میں موجود ہے۔ آج بے شک آپ کو لفظ مباہلہ نظر نہیں آتا۔ مگر آج سے ربع صدی پیشتر آپ کو بخوبی نظر آتا تھا۔ اور بار بار اس اشتہار کو اشتہار مباہلہ قرار دیتے تھے۔ غالباً ان کا یہ فقرہ کہ "بوڑھے جلدی بھول جاتے ہیں" (تفسیر ثنائی جلد ۲ صہ ۲۶) ان کے حق میں صادق آ رہا ہے۔ دوم :۔ لفظ مباہلہ کا اس میں موجود ہونا بھی آپ کے لئے مفید نہیں۔ آپ خود تسلیم کر چکے ہیں کہ "علم بیان میں ایک مضمون مختلف عبارات اور مختلف اشاروں سے ادا کیا جاتا ہے۔ مضمون ادا کرنے والے کو کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم نے اس طریق سے کیوں ادا نہیں کیا۔ ایک مضمون مختلف الفاظ میں ادا ہو سکتا ہے"۔ (مباحثہ لدھیانہ صہ ۲) معلوم ہوتا ہے۔ اسی علم کی وجہ سے آپ نے ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء میں اس اشتہار کو اشتہار مباہلہ قرار دیا تھا۔ اور اب محض جہلا کو دھوکہ دینے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ کہ اس میں لفظ مباہلہ نہیں۔ سوم :۔ لفظ مباہلہ (مصدر) تو آیت فقل تعالوا ندع (الخ) میں بھی نہیں۔ اگر کہو۔ کہ اس جگہ لفظ نبتہل دلالت کر رہا ہے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ اس جگہ بھی الفاظ "میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں" بعینہٖ نبتہل کے ہم معنی ہیں۔ پس اعتراض اول باطل ہے ؛

اعتراض دوم کا جواب

رسالہ تشحیذ الاذہان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جو تحریر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس دعا کو پیش کرکے یہ کہنا۔ کہ مباہلہ ہو گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ فوت ہو گئے۔ اس لئے کاذب تھے۔ مکر اور فریب ہے۔ کیونکہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اشتہار شائع کر دینے سے تو مباہلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جب تک مولوی ثناء اللہ صاحب اس کو منظور نہ کر لیتے۔ اور بالمقابل دُعا نہ کرتے۔ چونکہ انہوں نے اسے منظور نہ کیا۔ لہٰذا یہ مباہلہ نہ ہوا۔ اور اب اس کو مباہلہ (واقع شدہ) قرار دینا مکر و فریب ہے۔ افسوس ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے بیان کے متعلق بھی کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ ہم ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دستخطی تحریر شائع کرتے ہیں۔ جو حضور نے حافظ محمد حسن صاحب ناظم انجمن اہلحدیث لاہور کے مطالبہ پر ان کے نام ارسال کی تھی۔ امید ہے۔ کہ مولوی صاحب کی بھی اس سے تسلی ہو جائے گی۔ جس طرح کہ حافظ صاحب نے بعد ازاں خاموشی اختیار کر لی تھی اور وہ یہ ہے :۔

"میں خدا کو حاضر ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں۔ کہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مقابلہ پر اس اعلان کے مطابق آتے۔ جو آپ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے خلاف ۱۹۰۷ء میں کیا تھا۔ تو وہ ضرور ہلاک ہوتے۔ اور مجھے یہ یقین ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر جو میں نے مضمون لکھا تھا۔ اس میں بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کے متعلق جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا تھا۔ وہ دعائے مباہلہ تھی۔ پس چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے مقابل پر دعا نہیں کی۔ بلکہ اس کے مطابق فیصلہ چاہنے سے انکار کر دیا۔ وہ مباہلہ کی صورت میں تبدیل نہیں ہوئی۔ اور مولوی صاحب عذاب کے ایک دھکے سے بچ گئے۔ میری اس تحریر کی شاہد میری کتاب "صادقوں کی روشنی" کے یہ فقرات ہیں "مگر جبکہ اس کے انکار مباہلہ سے وہ عذاب اور طرح بدل گیا۔ تو اس نے منسوخ شدہ فیصلہ کو پھر دہرانا شروع کر دیا" نیز "اگر وہ ایسا کرتا۔ تو خدا تعالیٰ اپنی قدرت دکھاتا۔ اور ثناء اللہ اپنی گندہ دہانیوں کا مزا چکھ لیتا"۔ غرض میرا یہ ہمیشہ سے یقین ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا، دعائے مباہلہ تھی۔ لیکن بوجہ اس کے کہ مولوی صاحب نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ دعا، مباہلہ نہیں تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے عذاب کے طریق کو بدل دیا" ؛

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۱۶ مارچ ۱۹۳۱ء

اعتراض سوم کا جواب

مولوی صاحب :۔ کہتے ہیں۔ جب حضرت مرزا صاحب نے مباہلہ کے معاملہ کو اخیر مئی پر رکھا تھا۔ تو اسے ۱۵ اپریل کو کرنے کا دعویٰ غلط ہے۔ اور یہ ان کے مریدوں کا الزام ہے مجھے مولوی صاحب کی اس عبارت کو پڑھ کر نہایت افسوس ہوا۔ کہ وہ کس طرح مخلوق خدا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ بہر حال ان کے اس اعتراض کے جواب حسب ذیل ہیں :۔ اول :۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی ارادہ تھا۔ کہ مباہلہ حقیقۃ الوحی کی طباعت کے بعد ہو۔ اور اس مباہلہ کی صورت جیسا کہ بدر ۴ اپریل میں مذکور ہے یہی تھی کہ آپ حقیقۃ الوحی پڑھنے کے بعد تکذیب اور بددعا کا اشتہار شائع کر دیتے۔ مگر بعد ازاں مشیت ایزدی نے یہی چاہا۔ کہ آپ کے چیلنج مباہلہ کو جلد اور عام صورت میں منظور کر کے دعائے مباہلہ شائع کر دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہو گیا۔ اس میں کونسا حرج لازم آتا ہے۔ بالخصوص جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشتہار ۱۵ اپریل کے متعلق فرمایا بھی ہے۔ کہ

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔"

(بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تجویز کو مشیت ایزدی نے زیادہ نمایاں صورت میں پورا کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تجویز فرمائی تھی۔ وہ مزید اتمام حجت کے لئے اور بالفاظ ایڈیٹر صاحب اخبار بدر" باوجود اس قدر شوخیوں اور دلآزاریوں کے جو ثناء اللہ سے ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں۔ حضرت اقدس نے پھر بھی اس پر رحم کر کے فرمایا۔ کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو" لیکن چونکہ علم الٰہی میں ثناء اللہ پر کافی اتمام حجت ہو چکی تھی۔ اس لئے اس کے ۲۹ مارچ کے چیلنج مباہلہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تحریک فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ۱۵ اپریل کو ہی دعائے مباہلہ شائع کرا دی۔

دوم :۔ اخبار بدر مذکور میں حقیقۃ الوحی والے مباہلہ کے علاوہ مباہلہ کی ایک دوسری صورت بھی مذکور ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں :۔

"اگر آپ (مولوی ثناء اللہ صاحب) اس بات پر ہی راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو۔ تو پھر آپ قادیان آ سکتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور قادیان آنے کی صورت میں ہم شرط حقیقۃ الوحی کو بھی ضروری نہیں سمجھتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے۔ تو جب چاہے۔ وہ آ سکتا ہے" (بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء) معلوم ہوا حقیقۃ الوحی کے بھیجنے کی صورت میں جو مباہلہ تھا۔ وہ ایک تجویز تھی۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی مرضی سے بھی بدل سکتی تھی۔ اور فی الفور بھی زبانی مباہلہ ہو سکتا تھا اندریں صورت اگر اللہ تعالیٰ نے ۱۵ اپریل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعائے مباہلہ شائع کرا دی۔ تو اس میں کونسا اعتراض ہو سکتا ہے؟

سوم :۔ اگر ذرا غور کیا جائے۔ تو صاف نظر آ جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پندرہ اپریل کو دعائے مباہلہ شائع فرمانا آپ کی صداقت کا ایک زبردست اور بین ثبوت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ سب مشیت ایزدی سے ہوا۔ تفصیل اس کی یوں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ۲۹ مارچ کے اہلحدیث میں مولوی صاحب نے چیلنج مباہلہ دیا۔ ۲ اپریل کے بدر میں اس کا جواب دیا گیا۔ اور مباہلہ کے لئے دو صورتیں مقدم الذکر پیش کی گئیں۔ مابیشتر اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر صاحب اخبار بدر کی پیش کردہ صورتوں پر مباہلہ کرتے۔ یا اس کو رد کرتے۔ خدا تعالیٰ ۱۵ اپریل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دعائے مباہلہ شائع کرا دیتا ہے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مباہلہ سے گریز کریں گے۔ اور ۱۹ اپریل کے اہلحدیث میں لکھدیں گے

"میں نے آپ کو مباہلہ کے لئے نہیں بلایا۔ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں حالانکہ مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا۔ قسم اور ہے۔ مباہلہ اور ہے۔ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتا دو کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔" (اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

اور اگر اس کے بعد دعائے مباہلہ شائع ہوئی۔ تو بے موقعہ ہوگی۔ کیونکہ اس وقت چیلنج دہندہ اپنے چیلنج کو واپس لے چکا ہوگا۔ اس لئے قبل اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ۲۹ مارچ کی تحریر کے صریح خلاف ۱۹ اپریل کے اہلحدیث میں اپنے مباہلہ سے فرار کا اعلان کریں۔ خدائی گرفت واقع ہوگئی۔ اور معاندین پر اتمام حجت ہوگئی۔ اور مولوی ثناء اللہ نے جس طرح مباہلہ سے گریز کیا۔ ایسا ہی دعائے مباہلہ کی اشاعت پر اس کو بھی نامنظور کر دیا۔ تاکہ خدا تعالیٰ کا ارشاد پورا ہو ولا یتمنونہ ابداً بما قدمت ایدیھم۔

چہارم:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے سامنے ذات باری کے اثبات میں ربی الذی یحیی ویمیت پیش کیا۔ لیکن جب اس نے اس میں حیل و حجت کی۔ تو اسی احیاء و اماتت کی ایک نمایاں صورت ان اللہ یاتی بالشمس من المشرق پیش کر دی۔ جس پر ارشاد ہوا فبھت الذی کفر۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے وقت کے ابراہیم بھی تھے۔ فیصلہ کی صورت مباہلہ فریقین میں زیر بحث تھی۔ قبل اس کے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ۱۹ اپریل کے اہلحدیث میں اس کھلے برہان کے متعلق کوئی حیل و حجت کر سکیں ابراہیم ثانی کے قلم سے خداوند تعالیٰ دعائے مباہلہ شائع کرا دیتا ہے جو دراصل بعد والی دلیل کی ہی نمایاں صورت ہے۔ چنانچہ اس پر وہی نظارہ ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب حواس باختہ ہو کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ آپ نے اس کو میری منظوری کے بغیر کیوں شائع کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ یہ بھی فبھت الذی کفر۔ اسی لئے جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے حقیقۃ الوحی کے لئے لکھا۔ تو ان کو جواب دیا گیا۔ کہ اب اس آخری فیصلہ والی دعائے مباہلہ کے بعد اس مباہلہ کی ضرورت نہیں۔ جو حقیقۃ الوحی کے پڑھنے کے بعد ہونا تھا۔ مولوی صاحب نے خود بھی لکھا ہے۔

"گو مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کی اشاعت پر مباہلہ موقوف رکھا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ انہوں نے اس دعاء کو مباہلہ (حقیقۃ الوحی پڑھنے کے بعد والا مباہلہ۔ ناقل) سے زیادہ فیصلہ کن قرار دیا۔ اسی لئے جب بعد اشاعت کتاب حقیقۃ الوحی میں نے ۳ جون ۱۹۰۷ء کو ایک خط کے ذریعہ یاد دلایا۔ کہ حسب اعلان خود کتاب حقیقۃ الوحی مجھے بھیجئے۔ تو مرزا صاحب کی طرف سے جواب ملا۔ کہ دعاء آخری فیصلہ کے بعد کتاب بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء" (اہلحدیث ۱۱ ستمبر ۳۱ء)

پس اشتہار ۱۵ اپریل کی دعائے مباہلہ کا حقیقۃ الوحی سے پہلے شائع ہو جانا موجب اعتراض نہیں۔ بلکہ دلیل صداقت ہے۔

دعائے مباہلہ اور الہام "اجیب دعوۃ الداع"

مولوی صاحب عام طور پر کہا کرتے ہیں۔ اور اس مضمون میں بھی انہوں نے لکھا ہے کہ

"دعائے مرزا خدا کی جناب میں مقبول ہوئی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے خود فرمایا ہے۔ جب میں نے ثناء اللہ کے متعلق دعا کی۔ تو مجھے الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع" (اہلحدیث ۱۱ ستمبر) اس کے متعلق کتاب تفہیمات ربانیہ میں مفصل لکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب یہ دعاء دعائے مباہلہ ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں تو اس کے متعلق الہام اجیب دعوۃ الداع ہونے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ بیشک یہ دعائے مباہلہ منظور ہوئی۔ اور خدا نے اجیب دعوۃ الداع کا الہام نازل فرمایا۔ جس کے معنی یہ تھے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر مباہلہ ہوا۔ تو بیشک ثناء اللہ پر ہی لعنت الٰہی پڑیگی۔ اور وہی ہلاک ہوگا۔ اس کی مثال بعینہ آیت مباہلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہوگی۔ گویا یہ وحی بطور وعدہ ہے مگر نصاریٰ نجران جن کے متعلق اس آیت کا شان نزول لکھا جاتا ہے۔ وہ ہلاک نہ ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے مباہلہ نہ کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کا ظہور نہ ہوا۔ بعینہ اسی طرح اس جگہ ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباہلہ سے انکار کر دیا۔ اس لئے نصاریٰ نجران کی طرح بچ گئے ورنہ اگر وہ اس فیصلہ کے لئے مستعد ہوتے۔ کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے۔ تو ضرور پہلے مرتے جیسا کہ دعا اور الہام کے ظہور کیلئے ضروری تھا

مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی

میں علی وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی احمدیت کی سچائی کا ایک بڑا ثبوت ہے۔ جس کی تین وجہیں ہیں۔ اول مولوی صاحب کی یہ زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ حضور نے مولوی صاحب کے متعلق لکھا ہے۔

"اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے۔ کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مرینگے۔" (اعجاز احمدی ص ۳۷)

جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنی تھے۔ کہ اگر وہ اس کے لئے مستعد نہ ہوئے۔ تو پہلے نہ مرینگے۔ بلکہ بعد میں مرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ "ہزاروں اعداء آپکی (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) وفات کے بعد زندہ رہے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنیوالا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسا ہی ہمارے مخالف بھی ہمارے مرنیکے بعد زندہ رہیں گے۔" (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

پس مولوی صاحب کی موجودہ زندگی جو ان کو مباہلہ سے گریز کی وجہ سے ملی حضرت اقدس کے اعلان کے مطابق ہے۔ اور احمدیت کی سچائی کا ثبوت ہے۔

دوم:۔ اشتہار ۱۵ اپریل کے جواب میں حاشیہ پر نائب ایڈیٹر اہلحدیث نے یہ بھی لکھا تھا:۔ "قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے سنو! من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مداً اور انما نملی لھم لیزدادوا اثماً اور یمدھم فی طغیانھم یعمھون وغیرہ آیات تمہاری اس دجل کی تکذیب کرتی ہیں۔ اور سنو! بل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتی طال علیھم العمر جن کے صاف یہ معنی ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی برے کام کر لیں" ص ۲

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "میں اس کو صحیح جانتا ہوں۔" (اہلحدیث ۳ جولائی ۱۹۱۰ء) اس لئے ان کے مقرر کردہ معیار کے مطابق بھی مولوی صاحب جھوٹے ہیں اور سلسلہ احمدیہ برحق۔ نیز یہ کہ یہ تمام آیات مکذبین انبیاء کے متعلق ہیں۔ مدعی رسالت کاذبہ کے متعلق نہیں۔ اور نیز یہ عام قانون ہے۔ مباہلہ کرنیکی صورت میں خاص قانون جاری ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ کاذب صادق کی [illegible] مرجاتا ہے۔ سوم:۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ اپنے سلسلوں کی تائید و نصرت میں قدرت ثانی کا ثبوت دیتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ایک طرف نبیوں کی ابتدائی حالت کمزور ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف وکذالک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین کے مطابق ان کے اعداء تمام مکر و حیلہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ان حالات میں اس سلسلہ کا بڑھنا خدائی نصرت کی دلیل ہوتی ہے۔ مولوی ثناء اللہ کا مقصد کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۵ اپریل کے اشتہار میں لکھا ہے "میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔" خود مولوی ثناء اللہ صاحب ازراہ فخر لکھتے ہیں:۔

"اسوقت پنجاب میں اور ہندوستان میں اگر میں یہ کہوں۔ کہ مرزا کی مخالفت میں سب سے اول نمبر پر میں ہوں۔ تو غالباً یہ دعویٰ مبالغہ پر مبنی نہ ہوگا۔" (اہلحدیث ۲۲ نومبر ۱۹۰۸ء ص ۲)

ان حالات میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا مہلت پانا اس کے لئے تو باعث عزت نہیں۔ کیونکہ ایک اول ہستی بھی نسل آدم کی مخالفت کی بناء پر ہی تا قیامت مہلت یافتہ ہے۔ لیکن اہل دانش کے لئے احمدیت کے منجانب اللہ ہونیکا بڑا نشان ہے۔ وہ سلسلہ جس کا بیج انتہائی ناقابل کاشت زمین میں بویا گیا تھا۔ آج اکناف عالم میں پھیل گیا ہے خدا کا جری اپنے نشان کردہ معصوموں کو دنیا کے کناروں سے کھینچ رہا ہے۔ اور خدا نے اس کو ایسے مخلص اور جاں نثار تبع عطا کئے۔ جو جان و مال قربان کرنا سعادت یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ سب علماء اور مشائخ بالخصوص یہ اول المخالفین سارا زور لگا چکے۔ کہ کوئی اسکو قبول نہ کرے۔ مگر یہ پودا تو پھل پھول رہا ہے۔ اور اہلحدیث کی جماعت دن بدن مر رہی ہے جسکا اعتراف اخبار اہلحدیث کو بھی ہے۔ دیکھو اہلحدیث ۱۴ مارچ ۱۹۳۰ء اور ۲۴ اپریل ۱۹۳۱ء

آہ۔ آج آسمان کے فرشتے باواز بلند ان سے کہہ رہے ہیں۔ موتوا بغیظکم۔ کیا لاکھوں احمدیوں کو دیکھ کر بھی مولوی ثناء اللہ کو اپنی ناکامی کا احساس نہیں ہوتا؟ کیا وہ ابھی تک بھی محض قوم معدودے کا قدیمی نوحہ لگا رہے ہیں!